جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

ایڈیٹر:- نعیم احمد نیّر

جلد نمبر 8 ماہ امان 1381 ھش بمطابق مارچ 2002ء شمارہ نمبر 3

تبرکات ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔...... اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا''۔ (''تریاق القلوب'' روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143 تا 144)

تراجم قرآن کریم کی اشاعت کے عظیم الشان منصوبہ میں ایک اہم کامیابی

قرآن کریم کے عربی متن کے جدید سافٹ ویئر کی تعارفی تقریب

مورخہ 3 فروری بروز اتوار جرمنی کے شہر فرینکفرٹ میں واقع جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز ''بیت السبّوح کے'' داعی الیٰ اللہ روم'' میں حفاظت قرآن کے عنوان پر ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں مربیان سلسلہ اور عہدیداران جماعت کے علاوہ فرانکفورٹ کے قرب و جوار میں مقیم نو احمدی جرمن مہمان بھی شامل ہوئے۔

شام 4 بج کر 40 منٹ پر مکرم و محترم امیر جماعت احمدیہ جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر کی آمد کے ساتھ ہی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اپنے کاموں کا افتتاح خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے شکرانے کی تقریب سے کرتے ہیں آج کی تقریب قرآن کریم کے عربی متن کی نئی لکھائی میں پیش کرنے کے بارے میں ہے۔ پُرانی تحریر کچھ تنگ اور چھوٹی تھی نیز پرانی ہو جانے کے باعث جگہ جگہ سے شکستہ بھی ہو چکی تھی۔ اس لئے جماعت احمدیہ جرمنی نے ان مشکلات کے حل کے لئے یہ سافٹ وئیر حاصل کیا ہے۔

اس مختصر تعارف کے بعد اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تصنیف جرمنی مکرم داؤد احمد مجوکہ صاحب نے حفاظت قرآن کے عنوان پر ایک لیکچر دیا، اس دوران موصوف نے پردہ اسکرین پر Beamer کی مدد سے قرآن کریم کی مختلف ادوار میں قرآنی تحریرات کے نمونے دکھائے۔ جن میں حضرت عثمانؓ کے زمانے کے قرآن کریم کے نسخہ کا نمونہ بھی شامل تھا نیز نئے حاصل کردہ طرز تحریر کے نمونہ جات کا تعارف کروایا اور مستشرقین کی طرف سے قرآن کریم کی حفاظت کے حوالہ کئے جانیوالے اعتراضات کا بھی تفصیل سے ذکر کیا، آخر پر احباب کیطرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس لیکچر کے بعد انچارج شعبہ تصنیف نے اس نئے سافٹ وئیر کا تعارف کرایا اور ان تمام مراحل کا تفصیل سے تذکرہ کیا جنہیں شعبہ تصنیف جرمنی نے اس کے حصول تک طے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس منصوبہ پر آج سے تین سال پہلے برادرم محمد الیاس مجوکہ صاحب کی تجویز پر کام شروع ہوا

باقی صفحہ 2 پر

بوڑھے افراد کو واقفین نو نے تحفے پیش کئے

مورخہ 28 دسمبر کو جماعت احمدیہ Heppenheim نے Altenheim Benzheim کی انتظامیہ سے اجازت لے کر دورہ کا پروگرام بنایا۔ وہاں رہنے والے 130 افراد کے لئے تحائف/کارڈ تیار کئے گئے۔ جماعت احمدیہ اور اسلام کا تعارف کروانے کے لئے جرمن زبان میں ایک پیغام تیار کیا گیا۔ تحائف وغیرہ تیار کرنے اور انتظامیہ سے رابطہ کرنے میں مکرم حافظ عمیر سعید صاحب/مکرم محمد احمد ساجد صاحب اور مکرم محمد سلیم شاہد اٹھوال صاحب نے بڑی محنت سے کام کیا۔ محترم راجہ منیر احمد صاحب نے پیغام تیار کیا۔ بچوں کو پروگرام کی ٹریننگ دی گئی۔

جماعت کا وفد جس میں دو انصار، چار خدام، دو ممبرات لجنہ اور دس وقف نو بچے شامل تھے۔ صدر جماعت کی قیادت میں وفد مقررہ وقت پر Altenheim Benzheim پہنچا۔ انتظامیہ نے تمام 130 افراد کو تین بڑے کمروں میں جمع کیا ہمارا وفد باری باری ہر کمرے میں گیا۔ پہلے انچارج صاحب نے ہمارے وفد کا تعارف کروایا اور ہمارے آنے کا مقصد بتایا۔ اس کے بعد محترم راجہ منیر احمد صاحب نے اسلام اور احمدیت کے تعارف پر مشتمل پیغام پڑھ کر سنایا جو تمام احباب نے بڑے غور سے سنا۔ اس کے بعد وقف نو بچوں نے تمام افراد کو تحفے اور کارڈ پیش کیا اور پھر سب آپس میں گھل مل گئے اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس طرح تینوں کمروں میں یہ پروگرام بڑی کامیابی سے اختتام پذیر ہوا اور انتظامیہ نے آئندہ بھی ایسے پروگراموں کے انعقاد کی خواہش کا اظہار کیا۔

(زاہد حسین مغل، سیکرٹری وقف نو Heppenheim)

اس شمارہ میں

☆ تبرکات، ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام
☆ قرآن کریم کے عربی متن کیلئے نئے سافٹ ویئر کی تقریب رونمائی
☆ ایک شام بنام ثاقب زیروی
☆ فرینکفرٹ کے سینٹ مائیکل چرچ میں امن کیلئے دعا
☆ آپ کا نوازش نامہ ملا
☆ کشمیر تُو تو خطۂ جنت نظیر ہے
☆ جرمنی کا قانون تحفظ
☆ بوڑھے افراد کو وقف نو کے بچوں نے تحفے پیش کئے

پیشگوئی زلزلۂ عظیمہ

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیِ حق نے اُس سے دِل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیروزبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سرِ رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اِس سَیل سے
حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

(درثمین)

جماعت مہدی آباد کے زیر انتظام جرمن تبلیغی میٹنگ

مؤرخہ 7 دسمبر 2001ء بروز جمعۃ المبارک جماعت مہدی آباد کے زیر انتظام Bürgerhaus Itzstedt میں ایک تبلیغی میٹنگ کا انعقاد ہوا۔ اس کا پروگرام مجلس عاملہ کی میٹنگ میں بنایا گیا تھا۔ علاقہ میں ایک دعوتی اشتہار شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح صوبائی ممبران پارلیمنٹ کو بھی بذریعہ خطوط دعوت دی گئی تھی۔ کارروائی کا آغاز مقررہ وقت کے مطابق شام سات بجے مکرم ریجنل امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ استقبالی کلمات کے بعد تلاوت و ترجمہ اور ایک جرمن نظم خوش الحانی سے پیش کی گئی۔ اس میٹنگ میں برادرم ہدایت اللہ ھبش صاحب خصوصی طور پر فرینکفرٹ سے تشریف لائے تھے۔ جنہوں نے نہایت مؤثر الفاظ میں اسلام کی حقیقی تعلیم اور موجودہ بین الاقوامی صورتحال پر روشنی ڈالی۔ اگرچہ پروگرام بنایا گیا تھا کہ ان کی تقریر کے بعد وقفہ کیا جائے گا لیکن حاضرین کی گہری دلچسپی اور اصرار کی وجہ سے بین الاقوامی صورتحال پر روشنی ڈالی۔ اگرچہ پروگرام بنایا گیا تھا کہ ان کی تقریر کے بعد وقفہ کیا جائے گا لیکن حاضرین کی گہری دلچسپی اور اصرار کی وجہ سے تسلسل قائم رہا، ریفریشمنٹ کو اختتام پر رکھ لیا گیا۔ اس میٹنگ میں پچاس سے زائد جرمن احباب بڑی دُور دُور سے آئے تھے۔ جن کا پارلیمنٹ کے ایک ممبر کے علاوہ علاقہ کے عمائدین میں شمار ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں نے تحریری طور پر مجبوراً اپنے تشریف نہ لا سکنے پر معذرت کے خطوط لکھے۔ اختتام پر مکرم منیر احمد صاحب منور مربی سلسلہ نے امنِ عالم کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے ایک نصیحت آموز دعائیہ تحریر پڑھ کر سنائی۔ جس کا نہایت گہرا اثر دلوں پر محسوس کیا گیا۔ رات کے گیارہ بج گئے تھے مگر حاضرین کی دلچسپی اور تشنگی ابھی باقی تھی اس بات کا اعادہ کرتے ہوئے کہ ایسی محفل دوبارہ منعقد کی جائے گی مجلس کو بادل ناخواستہ

تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرو

فرینکفرٹ کے سینٹ مائیکل چرچ میں امن عالم کے لئے دعا اور جماعت احمدیہ کی شرکت

کیتھولک پادری مسٹر Seelbach کیطرف سے جماعت احمدیہ کو دعوت نامہ ملا کہ انکے چرچ میں دنیا میں امن کے لئے دعا کا پروگرام ہے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے شامل ہو رہے ہیں، آپ اسلام کے نمائندہ کے طور پر اسمیں شرکت کریں۔ چنانچہ جماعت کی طرف سے مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ نے اس میں شرکت کی۔

یہ پروگرام 24 جنوری 2002ء کو شام 19:30 بجے منعقد ہوا۔ اس پروگرام کا افتتاح احمدی بچوں کے گیت سے ہوا۔ ان بچوں نے ہیوبش صاحب کی نظم Islam heisst frieden بہت عمدہ ترنم سے پڑھ کر سنائی۔ ان بچوں کو نظم کی تیاری میں محترم آصفہ کلیم صاحبہ نے محنت کی، اس نظم کو حاضرین نے بہت سراہا۔ اس نظم کے بعد پادری Seelbach نے اس تقریب کے مقصد سے آگاہ کیا کہ پوپ کی تحریک پر یہ دعائیہ تقریب منعقد ہو رہی ہے جسمیں تمام دنیا کیلئے امن کی دعا کرنا ہے۔ بعد میں ترک مسلمان نمائندہ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی اور اسکا جرمن ترجمہ سنایا۔ بعد میں کوریا کے نمائندے پادری گُو نے دعائیہ الفاظ ہے پھر ترک بچوں نے گیت سنایا۔ بعد میں مربی لئیق احمد منیر نے قرآن کریم کو ایک دعا پڑھی اسکا جرمن ترجمہ سنایا۔ بعد میں پادری Klammer، مسٹر Klaus اور پروٹسٹنٹ پادری نے بھی دعائیہ الفاظ پڑھے۔ بعد ازاں ایک دوسرے کو پھول پیش کئے گئے اور امن اور محبت کی دعا کی گئی۔

آخر میں مربی لئیق احمد منیر صاحب نے قرآن مجید کی ایک دعا پڑھی اور اس کا جرمن ترجمہ سنایا۔ احمدی بچوں نے دوبارہ ایک گیت سنایا۔ اس گیت کو بھی بہت پسند کیا گیا۔ اگرچہ یہ پروگرام عیسائی چرچ کی طرف سے منعقد کیا گیا تھا لیکن ایک نیک مقصد کے لئے پروگرام تھا اور جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک کاموں میں

ایڈز ... قدرت کا بھیانک انجام

☆ ایڈز کی بیماری کیا ہے؟ ☆ ایڈز کی بیماری پھیلنے کی کیا وجوہات ہیں؟
☆ ایڈز کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں ☆ ایڈز کا شراب سے کیا تعلق ہے
☆ یورپ میں بے حیائی کے طوفان کے اعداد و شمار ☆ ایڈز کے بے پردگی سے کیا تعلق ہے
☆ ایڈز کے بارے میں آسمانی صحائف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور اس سے بچنے کی تعلیم
☆ ''خطرناک بیماریوں سے اور وباؤں سے مُتنبہ کرنا ہر مذہبی آدمی کا بنیادی اور اخلاقی فرض ہے۔''

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ از درس القرآن، رمضان المبارک، فرمودہ 31 جنوری 1996ء)

یہ سب کچھ شعبہ اشاعت میں دستیاب کتاب ''ایڈز'' میں موجود ہے۔ قیمت صرف €1,10

اداریہ

}}}ایک آواز{{{

اٹھارھویں اور اُنیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات شدّت سے محسوس کی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں کی سیاسی طاقت تو ختم ہوتی ہی جارہی تھی مگر اُس کے ساتھ ہی ان کے روحانی و اخلاقی اقدار کا بھی جنازہ نکل رہا تھا۔ مذہب صرف نام کی حد تک رہ گیا تھا۔ حقیقی اخلاق مفقود ہو چکے تھے۔ معاشرتی بُرائیوں کا زور تھا۔ علماء کی عملی حالت ناگفتہ تھی۔ نیکی کی دوڑ میں آگے بڑھنے کی بجائے کئی کئی ہفتہ ان مباحثات میں ضائع کر دیئے جاتے تھے کہ ''اگر پائنچہ نیچا ہو تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور امام نماز کے دوران داڑھی پر ہاتھ پھیر لے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے یا قائم رہتی ہے۔

پیر فقیر سجّادہ نشینوں کو تو حلوے مانڈے سے کہاں فرصت تھی جو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی سوچتے۔ ان حالات میں متحدہ ہندوستان کے ایک ایسے چھوٹے سے گمنام گاؤں سے جس کا نام اس کے اردگرد واقع قصبوں میں بھی کسی کسی کو ہی معلوم تھا نہ اس گاؤں تک جانے کے لئے صحیح سڑکیں تھیں نہ یہاں پکے مکان یا دُکانیں تھیں۔ ایک آواز بلند ہوئی کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

پھر یہ آواز بھی ایک ایسے شخص کی طرف سے اُٹھی جس کو اپنے گاؤں میں بھی کم ہی لوگ جانتے تھے۔ جانتے بھی کیسے؟ آپ کا ملنا جلنا بھی کم ہی تھا۔ آپ اپنا زیادہ وقت گاؤں کی مسجد میں گزارتے۔ آپ کو دُنیا سے کوئی غرض نہ تھی۔ آپ کے والد کے پاس مہمان آتے اور چلے جاتے کسی کو معلوم ہی نہ ہوتا کہ آپ بھی گھر کے فرد ہیں۔

آپ کو نہ شہرت کی تمنا تھی نہ بڑائی کی آرزو صرف ایک ہی خواہش تھی کہ خدا کی نظر میں مقبول ہو جاؤں، خدا راضی رہے سو خدا نے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ دُنیا میں شہرت دی اور اپنے وعدوں کو پوری شان سے پورا فرمایا۔ اس گمنام سی بستی سے اُٹھنے والی یہ آواز حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی تھی اور آج ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ اس آواز نے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر سنائی وہ کیسی شان سے پوری ہوئی۔

پہلے یہ آواز قادیان کی بستی سے نکل کر کُل پاک و ہند میں پھیلی اور سعید فطرت روحیں اس آواز پر لبیک کہتی ہوئی دیوانہ وار پروانوں کی طرح اپنی شمع کے گرد جمع ہونی شروع ہوئیں وہ جو دُنیا میں محو تھے اب ان کا محور خدا کا گھر بن گیا۔ اُن کے دل خدا کی محبت میں ڈوب گئے اور دنیا نے دیکھا کہ یہ خدا کے دین کے دیوانے اُس کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے دنیا میں بے سروسامانی کی حالات میں ہی نکل کھڑے ہوئے اور دنیا کو اسلام کا صحیح پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔

آہستہ آہستہ یہ کمزور سی آواز دنیا کے ڈیڑھ صد سے زائد ممالک میں سنائی دینے لگی ہے۔ آج MTA بھی اسی الہام کو پورا کر رہا ہے۔ جس کے نظارے ہم ہر سال مزید آگے ہی آگے بڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب ساری دنیا میں ایک ہی پرچم لہرائے گا یعنی ''اسلام احمدیت'' کا پرچم۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج   جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

بقیہ:- قرآنی متن کی تعارفی تقریب

تھا، پھر اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے میں ہمارے ایک اور دوست محترم محمود منور صاحب بھی شامل ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر خارج از بیان ہے کہ آج یہ خواب محض اس کے فضل سے تعبیر ہو چکا ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اس منصوبہ کی تکمیل سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت پاکستان کی راہنمائی میں ہوئی، جس کی مختصر تفصیل یوں ہے کہ ابتدائی طور ہندوستان کی ایک کمپنی Concept Software سے اپنا فونٹ تیار کروایا گیا مگر ہمارے حسب منشاء نتائج نہ نکل سکے۔ اس پر لاہور کے ایک ادارہ Qur'an Calligraphic Research Project کے تیار کردہ قرآنی متن سے استفادہ کر کے یہ سافٹ ویئر تیار کروایا گیا۔ قرآن کریم کے اس متن کے غلطیوں سے مکمل طور پر پاک ہونے کی کمپنی کی ضمانت کے علاوہ محترم قاری محمد عاشق صاحب نے بھی اس کی تین مرتبہ پروف ریڈنگ کی ہے۔ اس Software کے ذریعہ تراجم قرآن کریم کی تیاری میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ کیونکہ اس میں موجود قرآن کریم کا عربی متن ضرورت کے مطابق استعمال ہو سکتا ہے۔ یعنی چھوٹا بڑا بھی کیا جاسکتا ہے اور کالم وائز بھی ہو سکتا ہے کہ سامنے ترجمہ آجائے اور سطروں کے درمیان بھی ترجمہ دیا جاسکتا ہے۔

اس متن کا ایک نمونہ حسب ذیل ہے:

□ ف □ œق □ ;فرٔ □
ف!

□ق □7ق □8ق □9ق □:ع!

□€"□€, □ □€*□€+□€)□€'□€(

□€"□€$□□€"□€$□€%mغ"□ع

□€"□□€.□€/□€-mغ#□ع€&□

□□€2□€3□€4lغ$□ع€0□€1□

□€7□ □€6□€2□€3□€4 €5

□€"□€:□□€2□€8□€9lغ%□ع

□€=□mغ&□ع □€"□€<□€"□€;

□□€'□€@□€"□€>□€?€"□€;

□ □€"□€C□€D □€B ƒل€A□

'□ع □€'□€F□€G□€A□€6□€E
i غ

اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان فضل اور انعام پر اس کے حضور ہماری پیشانیاں جذبات شکر سے سجدہ ریز ہیں تو ہماری زبانوں پر الحمدللہ الحمدللہ کے ساتھ یہ دعا بھی ہے کہ اللہ کرے کہ اس کے ذریعہ اشاعت قرآن کے عظیم کام کو زیادہ خوبی اور زیادہ مؤثر رنگ میں آگے سے آگے بڑھاتے چلے

جرمنی میں ''قانونی تحفظ'' کا حصول

تحریر:- عبدالرفیق احمد (وکیل)   ترجمہ و ترتیب:- مرزا عبدالحق صاحب

دنیا میں کتنے ہی ایسے ممالک ہیں جہاں پر قانونی تحفظ کا حصول صرف امیر شہریوں کے لئے ممکن ہے۔ اور غریب عوام ناداری کے باعث قانونی اداروں کے ذریعہ نہ تو اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنا دفاع کر پاتے ہیں۔ لیکن جرمن آئین و قانون بالکل اس کے برعکس ہے۔

جرمن قانون کے مطابق ہر (امیر و غریب) شہری کو جس کی حق تلفی ہوئی ہے۔ عدالت تک رسائی کا حق حاصل ہے۔ ایک مؤثر قانونی تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ ہر ضرورتمند شہری اپنے حق کے حصول کے لئے عدالت عالیہ تک چارہ جوئی کر سکے۔

جرمن قانون میں ابتداء ہی سے متعدد قوانین اور ضابطے یہ باور کرانے کے لئے مرتب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ کہ نہ صرف امراء بلکہ ہر ضرورتمند شہری قانون دانوں کے تعاون کے ساتھ عدالت میں اپنا مقدمہ لے جاسکتا ہے۔ یہ قوانین اور ضابطے قبل ازیں "Armenrecht" "غرباء کے لئے قانون" کہلاتا تھا۔ جسے آجکل ''مشاورتی مدد'' "Beratungshilfe" اور ''مدد برائے عدالتی اخراجات'' Prozekostenhilfe کے نام سے موسوم ہے۔

BERATUNGSHILFE

مشاورتی امداد

ایسے قانونی امور جو کہ عدالت سے باہر طے کئے جاتے ہیں، کیلئے مشاورتی مدد کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہ مشاورتی امداد حکومت کی طرف سے مفت مہیا کی جاتی ہے۔ یا ضلعی عدالت (Amtgericht) یا خصوصی معلوماتی دستاویز "Beratungsschein" جاری کرتی ہے۔ اس سرٹیفیکیٹ کے ذریعہ دعویدار اپنی پسند کے وکیل کی مدد حاصل کرسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص براہ راست وکیل کر لیتا ہے تو وکیل خود ہی دعویدار کی طرف سے Beratungshilfe کے لئے درخواست کرتا ہے۔ اور دعویدار کو صرف 20 مارک/ €10 ادا کرنے ہوتے ہیں۔ جبکہ بقیہ رقم کے لئے وکیل گورنمنٹ سے استدعا کرتا ہے۔

مشاورتی امداد کے لئے شرائط

1:- دعویدار اپنے ذاتی اور اقتصادی حالات کی بناء پر مطلوبہ مالی رقم کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

2:- اس مخصوص کیس میں دعویدار کے مؤثر قانونی تحفظ کا دیگر کوئی مناسب امکان نہ ہو۔

3:- اس قانونی تحفظ کا دعویدار جعل ساز نہیں ہے بلکہ حقیقتاً قانونی تحفظ اس کی اہم ضرورت ہے۔

یہ بات مدنظر رہے کہ اکثر وکلاء حضرات مدعی کی قلیل آمد کے سبب اسے پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ شروع سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ مگر دعویدار کو دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسے اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔

PROZESSKOSTENHILFE

مدد برائے عدالتی اخراجات

ایسے قانونی تنازعات جہاں عدالتی کارروائی کی ضرورت ہو وہاں پر Prozesskostenhilfe "عدالتی اخراجات" باعث عدالتی اخراجات کا متحمل نہ ہو سکتا ہو اور اس کے دعویٰ میں کامیابی کے امکانات ہوں تو وہ مذکورہ مدد کے لئے درخواست دے سکتا ہے۔

دعویدار کی مالی احتیاج کا اندازہ اس کی آمد یا مکان کے کرایہ اور خورونوش کے اخراجات سے لگایا جاتا ہے۔ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ معقولیت ہو اور کسی فریب پر مبنی نہ ہو۔

}طریق کار{

ضرورتمند دعویدار کے وکیل سے رابطہ کے بعد وکیل عدالت میں اس شرط پر دعویٰ / دفاع پیش کرسکتا ہے۔ جبکہ ''مدد برائے عدالتی اخراجات'' دعویدار کے لئے منظور ہو چکی ہو۔ عدالت اس مدد کی منظوری جاری کرنے سے قبل عموماً دوسرے فریق کو ہی سماعت کرتی ہے۔

دعویدار کو عدالت کی مذکورہ مدد کی منظوری کے بعد کورٹ فیس اور وکیل کی فیس ادا نہیں کرنے پڑتے۔ مگر دعویدار کی آمد کی بنا پر عدالت یہ بھی فیصلہ کرسکتی ہے کہ دعویدار کے خلاف فیصلہ کی صورت میں عدالت کی فیس وغیرہ بالاقساط ادا کریگا۔ اسی طرح دعویدار کے خلاف فیصلہ کی صورت میں فریق مخالف کے وکیل کی فیس بھی دعویدار کو ادا کرنی پڑے گی۔ خواہ اسے مذکورہ بالا مدد کی منظوری مل چکی ہو۔

پس مذکورہ مدد برائے عدالتی اخراجات کی منظوری کے باوجود مابعد مالی نقصان کے خدشہ کے امکان کو کلیۃً نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ اس مالی نقصان میں کافی حد تک کمی کی جاتی ہے۔ بال آخر یاد رہے کہ درخواست ''مدد برائے مالی اخراجات'' کے مسترد کئے جانے کی صورت میں دعویدار کو اپنے وکیل کی فیس خود ادا کرنی ہوگی۔

دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری

مشہور ادیب جناب مشتاق یوسفی لکھتے ہیں:

لیڈر خود غرض، علما مصلحت بین، عوام خوف زدہ اور راضی برضائے حاکم، دانش ور خوشامدی اور ادارے کھوکھلے ہو جائیں (رہے ہم جیسے لوگ جو تجارت سے وابستہ ہیں تو: کامل اس فرقۂ تجّار سے نکلا نہ کوئی) تو جمہوریت آہستہ آہستہ آمریّت کو راہ دیتی چلی جاتی ہے۔ پھر کوئی طالع آزما آمر ملک کو غضب ناک نگاہوں سے دیکھنے لگتا ہے۔ تیسری دُنیا کے کسی بھی ملک کے حالات پر نظر ڈالئے۔ ڈکٹیٹر خود نہیں آتا۔ لایا اور بُلایا جاتا ہے۔ اور جب آجاتا ہے تو قیامت اس کے ہم رکاب آتی ہے۔ پھر وہ روایت اونٹوں کی طرح بدّوؤں کو خیمے سے نکال باہر کرتا ہے۔ باہر نکالے جانے کے بعد کھسیانے بدّو ایک دوسرے کا منہ نوچنے لگتے ہیں۔ پھر ایک نایاب بلکہ عنقا شے کی جستجو میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اپنے سے زیادہ غبی اور تابعدار اونٹ تلاش کر کے اسے دعوت دینے کے منصوبے بنانے لگتے ہیں تاکہ اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اپنے خیمے میں رہ سکیں۔ اور آقائے سابق الانعام یعنی پچھلے اونٹ پر تبرّا بھیج سکیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ڈکٹیٹر سے زیادہ مخلص اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس معنی میں کہ وہ خلوصِ دل سے یہ سمجھتا ہے کہ ملک و مِلّت سے جس طرح ٹوٹ کر وہ محبت کرتا ہے اور جیسی اور جتنی خدمت وہ تن تنہا کر سکتا ہے، وہ پوری قوم کے بُوتے کا کام نہیں۔ وہ سچ مچ محسوس کرتا ہے کہ اس کے جگر میں سارے جہاں کا درد ہی نہیں، درماں بھی ہے۔ نیز اسی کی ذاتِ واحد خلاصہ کائنات اور بلاشرکتِ غیرے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ لہٰذا اس کا ہر فرمان بمنزلہ صحیفۂ سماوی ہے۔ (آبِ گم، صفحہ 14-15)

''آپ کا نوازش نامہ ملا''

ادارہ ''اخبار احمدیہ'' جرمنی **آپ کا نوازش نامہ ملا** کے عنوان سے ایک کالم شروع کر رہا ہے۔ جس میں قارئین کی طرف سے لکھے گئے خطوط شائع ہوا کریں گے اور اس کے لئے دعوت عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے کہ ہمیں خط لکھیں مگر خط صاف، کھلا کھلا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں نیز کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ اپنے خیالات اور اپنی آراء یا کوئی ایمان افروز واقعہ جسے پڑھ کر دوسروں کو فائدہ ہو، بھی لکھ کر بھجوا سکتے ہیں۔ (ادارہ)

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا اخبار ہر ماہ الفضل انٹرنیشنل میں پڑھنے کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ ماشاء اللہ بہت اچھے مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں اور جرمنی کے حالات حاضرہ کے ساتھ ساتھ معلومات عامہ کو بڑھانے کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ مجھے آپ کا لکھا ہوا ''سانپ کے زہر'' سے متعلق مضمون بہت اچھا لکھا ہے اور مجھے ایک نئی بات جاننے کا موقع ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار، فہیم احمد، فرینکفرٹ

☆☆☆☆☆☆☆

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے شمارے سے جو آپ نے جماعت کے پریس سیکرٹری، مکرم برادرم ہدایت اللہ ھیوبش صاحب کے جرمن پریس کو لکھے جانے والے خطوط اور جرمن ناقدین کے ان پر تبصروں / اعتراضات / سوالات نیز اخبارات میں اسلام / احمدیت پر ہونے والے اعتراضات اور ان پر برادرم ھیوبش صاحب کی طرف سے جوابات کا خلاصہ پیش کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے وہ نہ صرف قارئین کی دلچسپی کا باعث ہے بلکہ یہ معلوم کرکے ایمان کو تازگی حاصل ہوتی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس جرمن قوم کے اندر سے ہی ایسے لعل و جواہر پیدا کئے ہیں جو اسلام کے دفاع میں سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ ازراہ نوازش اس سلسلہ کو جاری رکھیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس جرمن بھائی کو جزائے خیر دے اور جماعت کو ھیوبش اور عبداللہ کے رنگ میں رنگین بہت سے ایسے جواہر ہائے درخشاں عطا کرے جو سلسلہ کی بے لوث خدمت کرنے والے ہوں۔

والسلام خاکسار مبشر احمد طارق

☆☆☆☆☆☆☆

مدیر محترم اخبار احمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار احمدیہ کے دسمبر جنوری اور فروری کے شمارہ جات نظر سے گزرے۔ ماشاء اللہ جماعت جرمنی کا ترجمان ماہ بہ ماہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ جرمنی بھر کی جماعتی مساعی کے علاوہ علمی تحقیقی مضامین اہل علم کی پیاس بجھانے کے لئے شامل کئے جانے کا سلسلہ بہت ہی عمدہ ہے۔

اداریہ کے ساتھ محترمی ھبش صاحب کی خط و کتابت کے خلاصہ نے بھی اخبار کی جاذبیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ چند تجاویز ارسال ہیں اگر ممکن ہو تو ان پر غور فرمالیں۔

جرمنی کی خبروں کے ساتھ ساتھ اگر اہم نوعیت کی بین الاقوامی خبروں کا خلاصہ بھی ملتا رہے تو اچھا لگے گا۔

اخبار کا بے شک آدھا صفحہ استعمال کرلیں لیکن اگر شامل شدہ اہم مواد کا جرمن زبان میں خلاصہ بھی تحریر کر دیا جائے تو نوجوان نسل جو کہ اردو پڑھ لکھ نہیں سکتی وہ بھی اخبار احمدیہ سے مستفید ہو سکتی ہے۔

جرمنی کے بعض کثیر الاشاعت اخبارات اور رسالے اسلام کے بارے میں اکثر لکھتے رہتے ہیں۔ اگر ان مضامین کا خلاصہ اور ان کے بارے میں تبصرہ ہوتا رہے تو جرمنی کے علاوہ دنیا کو بھی علم ہوتا رہے گا کہ جرمنی میں اسلام کے بارہ میں کیا نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے اور احمدی اس مقام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی ملاقات ہوتی رہے گی۔ والسلام خاکسار ابوظفر جرمنی

☆☆☆☆☆☆☆

مکرم و محترم مدیر صاحب! سلام مسنون

یڈیٹر صاحب پردیس بھی کتنی ظالم چیز ہے جہاں غم کی حالت میں بھی کوئی غمگسار ڈھونڈے نہیں ملتا۔ ثاقب صاحب کی وفات کی خبر سخت تکلیف دہ ہے۔ جانے والوں نے تو جانا ہی ہوتا یہ تو نظام قدرت ہے۔ جسے کوئی روک تو نہیں سکتا۔ مگر میں تو اب اس فکر میں ہوں کہ یہ جو ہمارے بزرگ ایک ایک کرکے جا رہے ہیں اور اپنے پیچھے اتنا بڑا خلاء چھوڑ تے جاتے ہیں۔ یہ خلاء اب کون پورا کرے گا کہ اب ہماری نئی نسل میں ایسا دم کہاں کہ یہ خلاء پورا کر سکے جن بزرگوں کی میں بات کر رہا ہوں تو انہوں نے تو ادب کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ ہمیں تو غم روزگار ہی کے جھمیلوں سے ہی فرصت نہیں۔ اب اس دنیائے ادب کے نابغۂ روزگار ہی کی زندگی پر ایک نظر کر دیکھیں جس نے آدھی صدی سے بھی زیادہ ادب کی اتنی خدمت کی کہ اس دور خرابی میں ایسی مثال ڈھونڈھ نکالنا جوئے شیر نکالنے سے کسی طور پر کم تو نہیں۔

خدا ان کی مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو اپنی جناب سے صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے چاہنے والوں کو بھی صبر کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام نیازمند۔ قیاس گورداسپوری از ہنوور

ایک شام ثاقب زیروی کے نام

ماہ جنوری سن 2002 کی تیرہ تاریخ کو عالمگیر شہرت کے حامل نامور شاعر، منفرد صحافی اور خدا دوست انسان جناب ثاقب زیروی کی رحلت کی خبر ان کے مداحوں کو غمگین کر گئی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ علم و ادب، صحافت اور شاعری کے حوالہ سے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں اور علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کے سٹیج سے بلیند ہونے والی آپ کی آواز ہمیشہ ہمارے کانوں میں گونجتی رہے گی، انشاء اللہ۔ چنانچہ ان کی ایسی ہی یادوں کو تازہ رکھنے کے لئے ان کی یاد میں ایک شام کا اہتمام مسلم احمدیہ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے زیر انتظام جرمنی کے سنٹر بیت السبوح کے ہال میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ یہ تقریب بعنوان ''یاد ثاقب زیروی'' مؤرخہ 9 فروری بروز ہفتہ شام ساڑھے چھ بجے تا آٹھ بجے شام منعقد ہوئی۔ ایک شعری نشست بھی منعقد ہوئی جس میں مقامی شعراء کرام نے اپنے منظوم کلام کے ذریعہ ثاقب زیروی صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس تقریب کی صدارت مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی نے کی۔ جبکہ ان کی معاونت مکرم عمیر باجوہ صاحب صدر احمدیہ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن نے کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ منظوم کلام مکرم فلاح الدین خان صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سنایا

ؔ

آکے دیکھو تو سہی بزم جہاں میں کل تک
جو تمہارے ہوا کرتے تھے، تمہارے ہیں وہی
وہی جلسے وہی رونق ، وہی بزم آرائی
ایک تم ہی نہیں ، مہمان تو سارے ہیں وہی
مرے آنگن سے قضا لے گئی چُن چُن کے جو پھول
جو خدا کو ہوئے پیارے، میرے پیارے ہیں وہی

اس نظم کے بعد صدر اجلاس نے اس تقریب کا مختصر تعارف کرایا اور خاکسار کو ایک مضمون بعنوان ثاقب زیروی--- ایک باکمال شخصیت پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار نے محترم ثاقب زیروی صاحب کی زندگی کے مختلف پہلو واقعات کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جن میں ثاقب صاحب مرحوم کا خلافت سے محبت کا بھرپور ذکر کیا اور خلفائے سلسلہ کے ساتھ محبت بھرے واقعات کو بیان کیا۔ بعد ازاں محترم ثاقب صاحب کی ایک نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وڈیو ریکارڈنگ پیش کی گئی۔ ثاقب صاحب کی ہی آواز میں نعت نے عجب سماں پیدا کر دیا اور حاضرین مجلس نے خوب خوب لطف اُٹھایا۔

اس کے بعد ثاقب زیروی، ایک منفرد صحافی کے عنوان سے مکرم عرفان احمد خان صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے ثاقب کی صحافتی زندگی پر مختصر مگر نہایت جامع رنگ میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ وہ ایک ایسے منفرد صحافی تھے۔ جو نہایت بے باک نڈر تھے اور باطل قوتوں کے خلاف ساری زندگی سینہ سپر رہے۔ بڑے جابر حکمرانوں نے انہیں خریدنے کی کوشش کی مگر وہ نہ بِک سکے اور اپنا قلم ہمیشہ حق و صداقت کے لئے وقف کر چھوڑا۔ ''لاہور'' جسکے وہ ایڈیٹر تھے اس میں صدیق الحسن نعمانی، راہ گیر، ابو طاہر فارانی، ابن سبیل، جیسے ناموں سے مختلف کالم لکھے۔ بعدہٗ مکرمہ راجہ غالب احمد صاحب آف لاہور کا وہ مقالہ پڑھا گیا جو انہوں نے ادارہ تعمیر نو کی اس تقریب میں پڑھا تھا جو ثاقب زیروی صاحب کے اعزاز میں 99ء نومبر میں لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ پیش کرنے والے تھے مکرم راجہ محمد یوسف خان صاحب اس میں ثاقب صاحب کے جہاد زندگی کا بیان اور آپ کی شاعری کے حوالہ سے آپ کی مشہور نظموں کا ذکر تھا۔ جنہیں بڑے بڑے مشاعروں میں داد و تحسین ملتی رہی تھی۔ ''ثاقب زیروی-زندہ باد'' یہ وہ مقالہ تھا جو خاص طور پر مکرم محترم مسعود احمد صاحب دہلوی نے اس تقریب کے لئے بھجوایا تھا، مکرم ابراہیم عثمان صاحب کو صدر محترم نے دعوت دی کہ وہ ان کا مقالہ پیش کریں۔ مقالہ کیا تھا ایسے ایسے ادبی موتی پُرو کر ثاقب زیروی کی زندگی کا نقشہ کھینچا تھا کہ سننے والے دنگ رہ گئے۔ کیوں نہ ہوتا کہ یہ مقالہ دہلوی مکتب فکر کے اس نمائندہ کی تحریر تھا جسے ایک لمبا حضرت ثاقب سے دلی تعلق رہا تھا۔ اس کے بعد مکرم محمد الیاس منیر صاحب نے وہ قرارداد تعزیت پڑھ کر سنائی جو جماعت احمدیہ جرمنی نے آپ کی وفات پر آپ کے عزیزوں مداحوں اور پیاروں سے تعزیت کرتے ہوئے پیش کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس تقریب کے پہلے حصہ کا اختتام ہوا۔

وقفہ کے بعد ساڑھے آٹھ بجے شام شعری نشست کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم محمد الیاس منیر صاحب نے انجام دیئے۔ اس نشست کے آغاز پر ثاقب زیروی صاحب کی وہ وڈیو پیش کی جس میں آپ نے اپنی مشہور غزل پڑھی۔

یہ تو نہیں کہ آپ کی عادت کرم نہیں
اتنا ضرور ہے کہ نگاہوں میں ہم نہیں

فرانکفورٹ اور اس نواح میں مقیم پانچ احمدی شعراء کرام نے اس شعری نشست میں حصہ لیا اور ثاقب صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ان میں جناب مبشر احمد خان، جناب مقصود الحق، جناب محمد شریف خالد، جناب طاہر عدیم اور جناب راجہ محمد یوسف خان شامل تھے۔ حاضرین نے شعراء کرام کا

عظمتِ کردار کا مینار ثاقب زیروی

تھا صحافت کا عجب کردار ثاقب زیروی	شعر کی بستی کا تھا سردار ثاقب زیروی
اسکے فکر و فن پر اک دن بھی تھکن اُتری نہ تھی	گو بہت عرصہ رہا بیمار ثاقب زیروی
لحنِ داؤدی لئے آیا وہ شہرِ نُطق میں	بزم حرف و صوت کا پگدار ثاقب زیروی
جب ہوئی تھی شفقتِ فضلِ عمر اس کو نصیب	تھا اسی شفقت کی پیداوار ثاقب زیروی
مصلحت کی گرد سے محفوظ تھا اس کا لباس	تھا حقائق کا علمبردار ثاقب زیروی
روشنی کی بیعت اس نے کی تھی شرحِ صدر سے	ظلمت شب سے رہا بے زار ثاقب زیروی
سالکِ مرحوم سے قدسی تلمذ تھا اُسے	عظمت کردار کا مینار ثاقب زیروی

Vol. 8 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 3
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

کشمیر! تُو خطۂ جنت نظیر ہے

تحریر:- صفیہ-چیمہ

دُنیا کے بلندترین پہاڑوں کے سلسلہ کوہ ہمالیہ کی گود میں یہ ''بے نظیر وادی'' سطحِ مرتفع سے بہت بلندی پر بسیرا کئے ہوئے ہے۔ یہ وسیع وعریض وادی ان پہاڑوں کے درمیان ایک قدرتی قلعہ کی طرح محفوظ ہے۔ اس کا رقبہ یورپین ممالک بیلجیئم، ہالینڈ، لکسمبرگ، آسٹریا، البانیہ اور ڈنمارک کے مجموعی رقبے کے برابر ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس وادی کو تراشتے ہوئے جس حُسن و جمال اور رعنائی سے نوازا ہے اس کی مثال فرشِ زمین پر نہیں ملتی۔ آسمان سے باتیں کرتی ہوئی چوٹیوں سے نشیب میں بہتے ہوئے قدرتی آبشاروں کے جھرنے، صاف شفاف چشمے، دریا، ندی نالے وادی کے حُسن کو رعنائی بخشتے ہیں۔ سبزہ زار میدان، تفریح گاہیں اور خوبصورت وادیاں اس قدر خوش منظر ہیں کہ سیاح اسے ''ایشیاء کا سوئٹزرلینڈ'' کہتے ہیں۔

جدید علماء ہیئت کی تحقیقات نے سطحِ آفتاب کی ساخت، اجرام فلکی کے معائنہ کے لحاظ سے اس خطے کو اتنی خاصیتوں کا حامل قرار دیا ہے کہ دُنیا کا کوئی ملک اس لحاظ سے کشمیر کی برابری نہیں کرسکتا۔ آب و ہوا معتدل اور صحت بخش ہے۔ اس کے ہمسایہ ملکوں میں چین، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان ہیں۔ اس کی آبادی ڈیڑھ کروڑ کے قریب ہے۔ محل وقوع کے لحاظ سے کشمیر کی سیاسی حیثیت ہمیشہ سے ایک مقام رکھتی ہے۔ 1948ء سے تنازعۂ کشمیر اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے اور بڑی طاقتوں کی باہمی کشمکش کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔

مذہبی لحاظ سے بھی کشمیر کی اہمیت مسلم ہے۔ ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ کشمیر ان کا مقدس مقام اور تیرتھوں کا مرکز ہے۔ بُدھ مذہب کا دعویٰ ہے کہ کشمیر اُن کا مقدس ملک ہے اور زمانۂ قدیم سے بُدھ مذہب یہاں موجود ہے۔ اُن کی مذہبی روایات پر مشتمل کندہ کئے گئے کتبے سرینگر میں محفوظ ہیں۔

اگرچہ عام عیسائی ابھی تک یہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں مدفون ہیں مگر عیسائیوں کے نزدیک یوز آصف کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاص حواری تھے۔ اس لئے وہ بھی اسے مقدس مقام قرار دیتے ہیں۔ یہودی بھی قدیم بنی اسرائیلیوں کی آمد، کوہ سلیمان اور اسرائیلی ناموں کی وجہ سے کشمیر سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے بہت سے مقدس اولیاء اللہ وادی کے مختلف علاقوں میں مدفون ہیں۔ غرضیکہ دُنیا میں اس وقت جتنے بھی مشہور مذاہب ہیں سب کے ہاں کشمیر مقدس ملک شمار ہوتا ہے۔

مغل دورِ حکومت سے پہلے کشمیر کی ہزاروں سال کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس جنت نظیر سرزمین میں مذہب کے نام پر کبھی خون خرابہ نہیں ہوا اور یہ سرزمین تمام دُکھی انسانوں کے لئے دارالامان ثابت ہوئی۔ پانچ سو سال قبل مسیح ہندوؤں اور بُدھ مت والوں نے یہاں حکومت کی۔

پھر بنی اسرائیل جلاوطن ہو کر لاکھوں کی تعداد میں اس جنت بے نظیر سرزمین میں پناہ گزیں ہوئے اور اس زمین کے مالکوں میں شامل کئے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچ کر اس پناہ گاہ میں داخل ہوئے تو انہیں تبلیغ کی بھی کھلی چھٹی دی گئی۔ توحید پرستوں نے وہاں اسقدر ترقی کی کہ بادشاہ کے درباریوں میں شامل ہوئے۔ ظہور اسلام کے وقت چالیس کے قریب عیسائی عالم دربار کشمیر کے ممبر تھے جو تورات اور انجیل کی تعلیم دیتے تھے۔ جونہی انہوں نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی خبر سنی تو اپنے ایک عالم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں کابل بھیجا اور تصدیق ہونے پر تمام قوم اسلام میں داخل ہوگئی۔

مشہور راجاؤں میں راجہ پرش، راجہ بلدیو، راجہ رام دیو، راجہ وزیانند، راجہ رام نند، راجہ سندیمان، راجہ بندریسن، راجہ اندرجیت، راجہ راون، راجہ مہرگل، راجہ بھگواہسن، راجہ للتاوت تھے۔ کل اکیس خاندانوں کے 155 راجاؤں نے 1320ء تک کشمیر پر حکومت کی۔ یہ راجے انصاف پسند تھے، اپنی رعایا سے حسن سلوک کرتے اور انسانیت کا درس مخلوق خدا کو دیتے۔

1320ء میں راجہ رنچن (صدرالدین) کے مسلمان ہونے سے مسلم حکومت کی ابتداء ہوئی۔ مسلمان حکمرانوں میں مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔ شاہ میر جس نے سلطان شمس الدین کا لقب اختیار کیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جمشید حکمراں ہوا پھر اس کا بھائی سلطان علاؤالدین تخت پر بیٹھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان شہاب الدین تخت نشین ہوا۔ یہ بہت بڑی فوجی قوت والا اور منتظم بادشاہ تھا۔ بعد میں اس کا بھائی سلطان قطب الدین تخت نشین ہوا۔ پھر سلطان سکندر بیٹھا۔ اس کے بعد علی شاہ پھر سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ (بڑا بادشاہ) تخت نشین ہوا۔ جو آج بھی کشمیر میں اپنے کارناموں کی وجہ سے مشہور ہے۔

اس کے بعد سلطان حیدر حسن شاہ پھر سلطان ابراہیم سے لے کر سلطان حبیب شاہ تک سات بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ جس کے بعد چک خاندان کا دور شروع ہوا۔ جس کا شاہ یعقوب آخری تاجدار ثابت ہوا۔ پھر غلامی کا چار سو سالہ دور شروع ہوا جو ابھی تک جاری ہے۔

مغلیہ دور میں ہندوستان سے کشمیر پر آٹھ حملے ہوئے اور آخر 1586ء میں کشمیر کو فتح کیا گیا۔ یہ فتح اندرونی خلفشار کے نتیجہ میں ہوئی فاتح میر قاسم بحر نے کشمیریوں پر بہت ظلم ڈھائے۔ اس طرح 5 ہزار سالہ آزادی کا دور ختم ہوا۔ اور مغل، افغان، سکھ اور ڈوگرا راج شروع ہوئے۔ مغلوں کا دور 1586ء سے 1752ء تک رہا۔ مغلوں نے نہ صرف یہ کہ کشمیری راہنماؤں سے کئے گئے معاہدہ کا پاس نہ کیا بلکہ ظلم کی انتہاء کردی۔

افغانوں کا معاملہ اس سے بھی بڑھ گیا۔ ان کے ظلم سے تنگ آکر اندر ہی اندر لاوا پکتا رہا اور گوریلا جنگ شروع ہوگئی۔ اندرونی خلفشار سے فائدہ اُٹھا کر سکھوں کے حکمران راجہ رنجیت سنگھ نے حملہ کیا اور کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ انگریزوں نے پنجاب پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد کشمیر کو سکھ حکومت کے وزیر اعظم گلاب سنگھ کے ہاتھ 75 لاکھ روپیہ میں فروخت کردیا اس طرح ڈوگرا خاندان کی شخصی حکومت کی بنیاد پڑی اور اس خاندان نے تمام جاگیر پر قبضہ کر کے مسلمان رعایا پر جن کی اکثریت تھی عرصہ حیات تنگ کردیا اور ان کے تمام بنیادی حقوق چھین لئے۔ جس پر حقوق کی بحالی کے لئے تحریک 1846ء سے ہی چل پڑی اور 1947ء تک جاری رہی۔ اس کا مقصد سیاسی تمدنی اور مذہبی حقوق کی بحالی نیز حکومت میں شراکت تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ امام جماعت احمدیہ نے ان مظلوم انسانوں کے لئے بہت دردِ دل سے ان کی بہتری کے لئے کام کیا۔ جن میں تعلیم، مذہب، اخلاق، سیاست و معاشی حالت شامل ہیں۔ اس کے نتیجہ میں 25 جولائی 1931ء کو شملہ میں تمام برٹش انڈیا اور جموں و کشمیر کے راہنماؤں نے ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' بنانے کا فیصلہ کیا جس کی صدارت کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ سے درخواست کی گئی جو آپ نے کچھ تردّد کے بعد قبول فرمالی۔ علامہ اقبال اس درخواست کو پیش کرنے میں پیش پیش تھے۔ کشمیر میں سیاسی شعور بڑی تیزی سے بیدار ہوا اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس وجود میں آئی جس کے پہلے صدر شیخ محمد عبداللہ تھے۔ مسلمانوں کے بہت سے حقوق بحال ہوئے۔ مگر راجہ کشمیر نے دوسری چال چلی اور ہندو کانگریس و انگریزوں کو ساتھ ملا کر مسلمانوں میں انتشار ڈال دیا اس طرح خدمت کرنے والی مخلص جماعت احمدیہ کے خلاف دوسرے مسلمانوں کو بھڑکایا اور اس کے ساتھ ہی کشمیر کمیٹی ختم ہوئی اور ساتھ ہی کشمیری لیڈروں اور کارکنان کی گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ ملاؤں کی شورش نے دروازے پر آئی ہوئی فتح کو شکست میں بدل دیا۔ مگر اسیروں کا رستگاری کا موجب یہ شخص پھر بھی پوری ہمدردی سے حسب سابق مدد کرتا رہا اور اسکی کوششوں سے متعدد راہنما رہا ہوئے۔ پُرامن جدوجہد آزادی کرنے والے عمائدین نے حضور کی مدد سے پھر ایک ایسوسی ایشن بنائی اور آزادی کے لئے رواں دواں رہے۔

ان کوششوں کے نتیجے میں کشمیر اسمبلی کا قیام عمل میں آیا اور مسلمان نمائندے انتخاب جیتے۔ مگر پنڈت نہرو اور دیگر ہندو لیڈروں نے شیخ محمد عبداللہ اور مسلم لیڈروں کو نیشنلزم کی تحریک کی طرف راغب کردیا۔ اگرچہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مسلمان لیڈروں کو مسلمانوں کے حقوق پہلے طے کرلینے کی ہرچند تحریک کی مگر مسلمانوں کے اکثر لیڈر اس جال میں پھنس گئے اور مسلم کانفرنس 10 جون 1934ء کو کشمیر نیشنل کانفرنس میں زم ہوگئی جس کا مقصد انگریزوں سے مل کر آزادی حاصل کرنا تھا۔ اس طرح مسلمان اپنے حقوق سے پھر تہی دست رہے۔ کشمیر نیشنل کانفرنس، کانگریس کی لونڈی بن گئی۔

اگرچہ کچھ لیڈروں نے پھر مل کر مسلم کانفرنس کو زندہ کیا لیکن اس میں اب مغز نہ رہا تھا صرف چھلکا ہی چھلکا تھا۔ مسلم کانفرنس نے دوسری طرف ''مسلم لیگ'' سے روابط بڑھائے۔

1947ء میں حکومت برطانیہ نے ہندوستان کو آزاد کرنے کا اعلان کیا تو اس میں دو حکومتیں بھارت و پاکستان کو اقتدار منتقل کرنے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی یہ کہ تمام ریاستیں آزاد اور خودمختار ہو جائیں گی۔

قائداعظم محمد علی جناح نے بھی 30 جولائی کو بیان میں کہا:-

''قانونی صورتحال یہ ہے کہ انگریزوں کی اقتدار کی منتقلی پر اقتدارِ اعلیٰ کے خاتمے کے ساتھ ہی تمام ہندوستانی ریاستیں خودبخود دوبارہ مکمل خودمختار اور آزاد حیثیت حاصل کرلیں گی لہذا وہ آزاد ہوں گی کہ چاہے تو کسی ایک مملکت میں شمولیت اختیار کرلیں چاہے آزاد رہیں۔''

نہرو کا موقف دوسرا تھا اس نے کہا کہ ''ریاستوں کو دونوں میں سے ایک کے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے یہ آزاد نہیں رہ سکتیں۔''

آزادی کے اعلان کے ساتھ ہی سرحدی قبائل نے کشمیر پر یلغار کردی اور لوٹ مار شروع کردی۔ ان حالات میں اہل ریاست نے جو حصہ مہاراجہ سے آزاد کروالیا تھا اس کو ''عارضی جمہوریہ آزاد جموں و کشمیر'' کے نام سے ایک ملک کی آزادی کا اعلان 4 اکتوبر 1947ء کو 'انور' نامی صدر نے کیا۔ یہ نام تھا دراصل خواجہ غلام نبی گلکار کا جنہوں نے مصلحت کے تحت یہ نام رکھا اور یہ ایک احمدی تھے۔ مظفر آباد کو ہیڈ کوارٹر بنا کر راجہ ہری سنگھ کو معزول کردیا گیا اور اس کی گرفتاری کی تیاری کی جانے لگی۔

خواجہ غلام نبی صاحب مقبوضہ کشمیر گئے تا انڈر گراؤنڈ حکومت بنائیں۔ وہاں دسمبر 1947ء میں قید ہوگئے۔ آزاد حصہ میں سردار محمد ابراہیم نے 24 اکتوبر کو دوبارہ حکومت ترتیب دی جس کے وہ عارضی صدر بنے۔

قبائلی یلغار سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے انڈین آرمی امن کے بہانے کشمیر میں داخل ہوگئی راجہ صاحب کشمیر سے بھاگ گئے لیکن جاتے جاتے الحاق ہندوستان پر دستخط کر گئے۔ اور پنڈت نہرو نے کشمیر کی حکومت شیخ عبداللہ کے سپرد کی اور وعدہ کیا کہ امن ہوتے ہی انڈین فوجیں واپس چلی جائیں گی۔ بعد میں آزاد شدہ حصہ کے مجاہدین کی انڈین آرمی سے گوریلا جنگ چھڑ گئی۔ جس پر نہرو نے سلامتی کونسل میں کیس کو پیش کیا اور اس طرح پاکستان اور انڈیا فریقین بنے اور جنگ بند ہوگئی اور کشمیر میں رائے شماری کی قرارداد پاس ہوئی۔ بعد ازاں نہرو وعدے سے مکر گیا اور شیخ عبداللہ کو 14 سال جیل کاٹنی پڑی۔ مایوس ہو کر شیخ عبداللہ نے 1975ء میں انڈیا سے معاہدہ کیا جو ''دہلی ایکارڈ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

ادھر آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم نے 29 اپریل 1949 کو مسئلہ کشمیر کے تمام معاملات حکومت پاکستان کے سپرد ''معاہدہ کراچی'' میں کردیئے تھے۔ آزاد کشمیر کی فوج کو پاکستان کی فوج کا حصہ بنا دیا گیا۔ شملہ معاہدہ کے تحت پاکستان و انڈیا دونوں حکومتوں نے سلامتی کونسل کی سیز فائر لائن کو لائن آف کنٹرول میں بدل دیا۔ اس طرح کشمیر کی آزادی کی بجائے اس کے دو حصے ہوگئے۔

پاکستان الحاق کے لئے رائے شماری پر زور دیتا ہے اور انڈیا رائے شماری کی بجائے کشمیر کو اپنا ''اٹوٹ انگ'' قرار دیتا ہے۔ غرضیکہ کشمیر کے معاملہ میں نہ تو بڑی طاقتیں مخلص ہیں نہ ہمسایہ ممالک اس مسئلہ کو حل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور

''جنت نظیر پھر مسیحا کی تلاش میں ہے''

(اس مضمون کی تیاری میں کتاب ''کشمیر کے عروج و زوال'' مصنفہ ڈاکٹر عبدالغنی اصغر سے مدد لی گئی)